

امام غزالیؒ

شریعت کی عدالت میں

ذیل میں امام غزالی کے کچھ تصوف آمیز اقوال اور ان پر بعض اکابرین کی آراء نقل کی جا رہی ہیں:

امام غزالی کی ایک اہم کتاب جس کی نسبت کے متعلق کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں۔ ”المنقذ من الضلال“ ہے۔ اس کتاب میں امام غزالی فرماتے ہیں:

”مکاشفات اور مشاہدات کا احداث صوفیہ کو تصوف کے طریق اول میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جاکتے ہوئے بھی ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان کی آوازیں سنتے اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ پھر وہ مشاہدہ صور و افعال سے ان درجات کی طرف ترقی کرتا ہے جہاں اس پر نطق النطق ضیق ہو جاتے۔“ (المنقذ من الضلال للغزالی ص ۱۸ بحقیق عبد الحلیم محمود، شیخ الجامعة الازہر، مصر، طبع ثالث)

امام غزالی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر لمس، بصر، سمع اور ذوق کے حواس پیدا کیے، پھر اس کے لیے عقل تخلیق فرمائی..... وراہ العقل ایک دوسرا مرحلہ بھی ہے جس میں اس کی دوسری آنکھ کھل جاتی ہے، اُس سے وہ دیکھتا ہے غیب کی چیزوں کو اور جوچہ مستقبل میں ہے اور دوسرے امور کو لیکن عقل ان چیزوں سے معزول ہے۔“ (ابن تمیمہ بطل الاصلاح

الدینی محمود مہدی استانبولی ص ۴۷ طبع ثانی، مکتبہ دار المعرفۃ بدشت
امام غزالی کا مشہور قول ہے:

”سوام کی توحید“ لا الہ الا اللہ ہے اور خواص کی توحید ”لا ہوا لا ہو“
(نہیں مگر وہی) ہے۔ کیونکہ وہ عام ہے (وریہ خاص)۔ اور یہ زیادہ شامل
زیادہ لائق، زیادہ دقیق اور اس کے ماننے والے کو فردانیت میں زیادہ
داخل کرنے والا ہے مخلوقات کے معراج کی انتہاء فردانیت ہے
(یعنی خالق و مخلوق، عبد و معبود میں دوئی باقی نہ رہے)۔ (مشکوٰۃ الانوار
للغزالی ص ۳۱ و کذا فی الجواہر النغالی ص ۱۲۵)

امام غزالی نے اپنی اسی کتاب میں ایک مقام پر لکھا ہے:

”جس کا وجود غیر سے آیا ہے وہ مانگا ہوا وجود ہے اور اسے اپنی
ذات میں کوئی قیام حاصل نہیں بلکہ جب اس کی ذات پر من حیث
الذات غور کیا جائے گا تو وہ محض عدم ہوگا، کیونکہ اس کا وجود غیر کی
نسبت سے ہے اور یہ حقیقی وجود نہیں جیسا کہ کپڑے اور غنی کی مثال
سے تم نے سمجھ لیا ہے معلوم ہوا کہ حقیقتاً موجود صرف اللہ تعالیٰ ہے
جیسا کہ حقیقی نور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔“ (مشکوٰۃ الانوار للغزالی ص ۲۵)

مجاہدین کے متعلق امام غزالی کے فرمودات بھی قابل ذکر ہیں، صنف پرستوں کے متعلق

آپ فرماتے ہیں:

”وہ اللہ کے انوار و صفات کے جمال اور نور عزت کے محبوب ہیں۔“

(الجواہر النغالی ص ۱۴۲)

۴۵ امام غزالی کے اس قول کے متعلق استاذ محمود مہدی استانبولی فرماتے ہیں: ”اس کا مطلب یہ ہوا کہ
امام غزالی وحدت الوجود یا شہود پر اعتقاد رکھتے تھے، جس کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ادراں کے بعد جو صحابہ آئے، بلکہ تمام انبیاء جو آپ سے قبل گزر چکے ہیں ان سب کا ایمان عوامی تھا حالانکہ
ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ”أَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ
قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ...“ الحدیث۔ (ابن تیمیہ بطل لاصلاح الدینی محمود مہدی استانبولی ص ۱۳۹)

اسی طرح جو اشجار کی پرستش کرتے ہیں ان کے متعلق آپ فرماتے ہیں:
 ”وہ نورِ جمال کے ساتھ ظلمتِ حس کے محجوب ہیں۔ جو آتشِ پرست ہیں
 وہ نورِ سلطہ اور حسن کے محجوب ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے
 ہے۔“ (الجواہر الغوالی ص ۱۴۳)

امام غزالی کا قول ہے:

”اگر کسی جگہ بیٹھ کر حواس کو ڈھیلا چھوڑ دیا جائے، اور ہمیشہ زبان
 کے بجائے دل سے اللہ اللہ کا ذکر کیا جائے تو بیداری کی حالت
 میں ان چیزوں کا مشاہدہ ہوگا جو خواب کی حالت میں نظر آتی ہیں۔
 پس اس پر ملائکہ اور انبیاء کی ارواح کا ظہور ہوگا اور اس پر زمینِ آسمان
 کی عظیم سلطنت منکشف ہوگی اور وہ ایسی ایسی چیزیں دیکھے گا جن کی
 شرح اور جن کا وصف بیان کرنا ممکن نہیں ہے“ (الجواہر الغوالی ص ۱۴۴)

امام غزالی فرماتے تھے:

”ان کے قلب کے لیے دو خاص وقت ہیں جن میں سے ایک لوحِ محفوظ
 کی اطلاع دیتا ہے۔ قلب کی شبیہ آئینہ جیسی ہے اور لوحِ محفوظ بھی
 مرآۃ یعنی آئینہ کے ساتھ ہے۔ جب یہ دونوں آئینے آپس میں مقابلہ
 کرتے ہیں تو جو لوحِ محفوظ میں ہوتا ہے وہ دل پر نقش ہو جاتا ہے۔“

(الجواہر الغوالی ص ۱۴۴)

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

”ابو حامد (امام غزالی) کہتے تھے:

”أَنْتَ سَمِعَ الْخِطَابَ كَمَا سَمِعَ مُوسَى“

یعنی ”انہوں نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح (اللہ تعالیٰ) کا خطاب سنا ہے۔“

(کتاب الرسائل والمسائل لابن تیمیہ ص ۸۷)

امام غزالی کے اس قول کے متعلق حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”اس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں
 اس بات کا بھی علم نہیں کہ اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کچھ فرمایا ہے۔ (سج)

امام حافظ ابن الجوزیؒ نے امام غزالی کے متعلق لکھا ہے :

”انہوں نے علم مکاشفہ میں گفتگو کی اور قانون فقہ سے باہر ہو گئے۔ اور اپنی کتاب مفصح بالاحوال میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ حالت بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان سے آوازیں سنتے ہیں اور فوائد اخذ کرتے ہیں۔ پھر ان صورتوں کے مشاہدہ سے ترقی کر کے حالت ان درجات پر پہنچتی ہے جو تنگنائے کلام سے باہر ہیں۔ مصنف نے کہا کہ ان لوگوں نے جو یہ چیزیں تصنیف کیں ان کا سبب یہ ہوا کہ سنن اور اسلام و آثار کا علم کم رکھتے تھے۔“ (تلبیس ابلیس، مصنفہ امام ابن الجوزیؒ ص ۲۵۵ ترجمہ مولانا عبدالحی الملوی مطبع فاروقی دہلی)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

”(امام غزالی) ان میں سے ہیں جن کا مقصد صوفیانہ ہے اور جو بزرگم خود یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو وہ سب کچھ حاصل ہو چکا ہے جو انبیاء (علیہم السلام) کو عطا ہوا تھا۔ اور ابو حامد (امام غزالی) اس طریقہ کی تعریف و مدح میں بہت بڑھ جایا کرتے تھے۔“ (کتاب الرسائل والمسائل لامام ابن تیمیہؒ ص ۸۷)

امام ابن تیمیہؒ نے ایک مقام پر امام غزالی کے کلام پر تعلیقاً لکھا ہے :

”بلاشبہ یہ وہ کلام ہے جسے یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں میں سے کسی نے نہیں کہا بلکہ یہ ملاحدہ صابئین اور فلاسفہ کے اقوال میں سے ہے۔“

(البعیثہ ص ۱۹)

امام غزالی کے متعلق حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے ملفوظات کی کتاب ”امداد المشتاق“ میں مذکور ہے : ”فرمایا منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرتؐ

یہ ہے کہ) نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ سلف و صالحین میں سے کسی نے اس بارہ میں کچھ بیان کیا اور نہ ہی یہ قرآن و حدیث میں وارد ہوا ہے۔ (ابن تیمیہ بطل الاصلاح الدینی لمحمود مہدی ص ۱۳۱) اور استاذ محمود مہدی نے اس قول پر یہ حاشیہ لکھا ہے : ”ہمارے لیے یہ عبارت قابلِ غور ہے، اولاً، یہ کذب و اختلاق ہے اور تجربہ میں اکبر بردہاں - ثانیاً، کلمہ ”اللہ اللہ“

کی حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ "عَلِمَاؤُ اَنْبِیَیَہٗ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ" جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ سامنے ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ و برکات و مغفرت وغیرہ عرض کیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہوئے آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرت اس قدر پوچھا تھا مَا تِلْكَ بِیْمِیْنِیْكَ یَا مُوسٰیؑ تو آپ نے یوں جواب میں اتنا طول دیا کہ ہی عَصَا اَسْوَوُ عَلَیْہِمْ مَا وَاھَشُّ بِمَا عَلٰی غَیْبِیْ وَلِیْ فِیْرِ مَا رُبُّ اُخْرٰی۔ الْاٰیۃ تِلْکَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادب یا غزالی (حاشیہ) قول ادب یا غزالی (اقول) یہ بھی بزرگ کا خشف ہو گا اور یہ معراج جس میں مکالمہ ہوا نیز ان بزرگ کو مکشوف ہوئی ہوگی جس میں ان ارواح کا اجتماع ہو گیا وہ معراج جس کی ضرورت مراد نہیں کہ البعد عن الابد ہے اور شفیات میں ایسے واقعات بعید نہیں کہ حقیقت ان کی مثلہ ہوتی ہیں بعض حقائق کے ۱۲" (کتاب امداد المشتاق، ملفوظات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مؤلفہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی ص ۹۲) ۷۷

کا ذکر بتدرج ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ آپ کے صحابہؓ و تابعینؓ میں کسی ایک سے اس بات کو کوئی جانتا ہے اور پھر کفار بھی تو "اللہ اللہ" کہا کرتے تھے پھر آخر ان کا یہ ذکر ان کو جہنم کی آگ سے نہ بچا سکا۔ وَلٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيُقُوْلُوْا لِلّٰہِ ۚ فَاَنْتَیْ یُؤْمِنُوْنَ" (عنکبوت ۶۱) ثالثاً: جب تک زبان کا دل کے ساتھ اشتراک نہ ہو ایسے ذکر کو ذکر نہیں کہا جاسکتا (حاشیہ ۷۷ بر کتاب ابن تیمیہ بطل الاصلاح الدینی لاساتذہ محمدی استانبولی ص ۱۳۱ طبع ثانی مکتبہ دار المعرفہ بدشت)

۷۷ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں"

۷۸ استاد محمود محمدی استانبولی امام غزالی کو "حجۃ الاسلام" کا لقب دینا صحیح تصور نہیں کرتے اور بتاتے ہیں کہ "حجۃ الاسلام" بمعنی حجۃ المسلمین ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

استاذ محمود مہدی استانبولی نے اپنی تصنیف ”ابن تیمیہ“ میں ایک مقام پر امام غزالی کی ان پانچ باتوں کو جمع کیا ہے جن کو وہ اہل سنت کے خلاف امور قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ”تصوف کی طرف آپ کا دعوت دینا صحیح اسلام کی روح سے بعید ہے“ دوسرا خلاف اہل سنت امر یہ بتاتے ہیں کہ: ”علم شریعت“ و ”علم حقیقت“ کے متعلق آپ کا قول — پس آپ نے اللہ کے دین کا نام ”شریعت“ رکھا اور اساطیر باطلہ کا نام ”حقیقت“ رکھا یا اللہ کے کلمات کے حقیقی معانی کا نام ”ظاہری“ رکھا اور ان ہی کلمات کے باطل معانی کو جنہیں انہوں نے از خود گھڑا ”باطنی“ نام دیا۔ اور اس طرح عقیدہ فکر اور اخلاق کو مبتلائے فساد کر دیا“ تیسرا امر جو استاذ محمود مہدی کی نگاہ میں اہل سنت کے خلاف ہے وہ یہ کہ: ”ان کی وہ دعائیں و اذکار جو دینی شعور و حس تک وصول امکانی کے لیے ضروری بیان کیے گئے ہیں۔ یہ وہ دعائیں اور اذکار ہیں جو کثافت، طریق خلوت کے ذوق اور اذکار مبتدعہ کے نام سے معروف ہیں۔ اگر اس کے نتائج صحیح ہوتے تو خود (امام) غزالی کو وہ شعور و حس حاصل کھول نہ ہوا جس سے ”صحیح و ضعیف اور موضوع احادیث میں تمیز کر سکتے جو ان کی تمام کتب بالخصوص ”الاحیاء“ و ”بکثرت ملتی ہیں“ (ابن تیمیہ بطل الاصلاح الدینی، لاستاذ محمود مہدی استانبولی ص ۱۴۲، ۱۴۳۔ طبع ثانی مکتبہ دار المعرفۃ دمشق)

صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور چیز اسلام کے لیے حجت نہیں ہو سکتی“ (ابن تیمیہ بطل الاصلاح الدینی ص ۱۴۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ وہ (امام غزالی) کسی بھی طرح ”حجۃ الاسلام“ کے لقب کے مستحق نہیں ہیں لیکن جو لوگ ان کو ”حجۃ الاسلام“ کے لقب سے نیچے اتارنا گوارا نہیں کرتے وہ طائفہ مقلدین اور مبتدعہ مستسلمین میں سے ہیں جو انسانوں کو حق کی مدد سے پہچاننے کے بجائے حق کو انسانوں کی مدد سے پہچانتے ہیں“ (دلیل الاصلاح الدینی ابن تیمیہ لاستاذ محمود مہدی ص ۱۴۱)

۵۲ ”اے بوٹلی اتیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟“ (ظہ ۱۷)

۵۳ (ظہ ۱۸) ”میرا لاشی ہے، چلتے ہیں اس کا سہارا لیتا ہوں، اسی سے اپنی بکریوں کے لیے درخت کے پتے جھاڑ لیتا ہوں، میرے لیے اس میں اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں“ (ترجمہ از

ثقافت الغزالی کے متعلق استاذ محمد رشاد صاحب لکھتے ہیں:
 ” بخلاف ثقافت امام ابن تیمیہ کے ثقافت غزالی کی بنیاد تصوف پر ہے،
 جیسا کہ امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب تلخیص میں یا ان کے علاوہ دوسروں نے
 لکھا ہے اور اس میں قانون فقہ کو ترک کیا گیا ہے۔“ (مقارنہ بین الغزالی
 وابن تیمیہ لکھنؤ محمد رشاد سالم)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:
 ”مجھ سے ایک مرتبہ ایک جلیل القدر بزرگ نے، جنہیں معرفت و سلوک
 اور ان چیزوں کا علم حاصل تھا، کہا ابو حامد (امام غزالی) کا کلام ایسا ہے کہ
 اگر دنیوی شوق کرے تو اس کے لیے سمجھنا اور پیروی کرنا آسان ہے،
 اور زیادہ شوق کرے تو منزل بہ منزل آسان ہوتا چلا جاتے۔ پس اگر کوئی
 ایسا کرے تو انتہاء میں اسے مجھ بھی حاصل نہ ہو گا۔“ (کتاب النبوات
 لابن تیمیہ ص ۹، طبعۃ السید منیر الدمشقی)

امام غزالی کی کتب معتبرہ میں سے جو چند محیر العقول اقتباسات اور نقل کیے
 گئے ہیں۔ ان کی روشنی میں مجبوراً یہی کہنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت امام غزالی اسلامی مفکر
 یا محقق یا عالم یا مجتہد کم اور صوفی زیادہ تھے۔ و اللہ اعلم بالصواب۔

قصص القرآن، مصنف مولانا حفص الرحمن سیوہاروی ج ۱ ص ۴۰۳، طبع ندوۃ المصلفین جامع مسجد مدنی علیہ
 ۵۴ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب نے امداد المشتاق، کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا
 ہے، ”حاشیہ لکھنے والے صاحب مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ بات بنائے نہیں بنتی۔ کیونکہ
 امام غزالی ۴۰۶ھ کے قریب پیدا ہوئے اور ۵۰۵ھ میں وفات پائی اور معراج نبوی صلی اللہ علیہ
 وسلم ہجرت سے پہلے واقع ہوئی۔ اس طرح سے معراج کے واقعہ اور امام غزالی کی پیدائش کے درمیان
 کم سے کم چار سو ساٹھ سال کا فرق ہے۔ یہ پیدائش سے پہلے معراج کے موقع پر پہنچ جانا ہی عام
 انسان کے بس کی بات تو نہیں ہے، یہ تو انہی کا دل گدھ ہے..... دراصل جو واصل بحق ہو کر
 فردانیت کے مقام تک پہنچ گیا اس کے لیم حال کیا اور ماضی و استقبال کیا؟“ (کتاب توحید خالص
 گھر کے چرخ) قسط اول ص ۶۴، مصنف ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی، ناشر ادارۃ توحید محلہ شیخان علی گڑھ)

امام غزالی اور علم الکلام،

امام غزالی اشعری مکتب فکر سے منسلک و منسوب تھے لیکن ان کی تصانیف دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محض متقدمین اشاعرہ کے مباحث و تحقیقات کے ناقل یا ترجمان یا شارح نہیں بلکہ علم الکلام پر مجتہدانہ بصیرت رکھتے تھے۔ امام ابو الحسن اشعری اور ابوبکر باقلی نے ان عقائد کے ثبوت کے لیے جو مقدمات و دلائل قائم کیے تھے، امام صاحب نے انہیں بعینہ تسلیم نہیں کیا بلکہ بعض جگہ ان مقدمات و دلائل و اصول کو ترک کیا اور ان سے مہٹ کر دوسرے مقدمات و دلائل استعمال کیے جو زیادہ دلپذیر و موثر ثابت ہوئے۔ اسی طرح امام صاحب نے اپنے پیشرو متکلمین کی زبان و اصطلاحات اور ان کی ترتیب و ترکیب کی پابندی بھی نہیں کی اور بہت سے متکلمین کی طرح احتمال و افریلیوں، تشکیلات اور منطقی مقدمات و نتائج کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ بقول مولانا ابوالحسن علی الندوی صاحب، کہ امام غزالی نے اپنی مجتہدانہ بصیرت سے اشعری علم الکلام، جس کا حلقہ تقلید و جمود پذیر ہو چکا تھا، کی تجدید کی زبردست خدمت انجام دی ہے۔ (تاریخ دعوت و غزلیت، مصنف ابو الحسن علی الندوی ج ۱ طبع لکھنؤ)

چونکہ امام صاحب نے ابوالحسن اشعری اور ان کے نامور تابعین کی تحقیقات سے کہیں کہیں اختلاف کیا تھا اس لیے متکلمین اشاعرہ کا حلقہ ان سے سخت ناراض تھا۔ اور ان کی مجتہدانہ فکر کو مسلک سلف سے بعد و انحراف قرار دیتا تھا۔ بعض لوگوں نے امام صاحب کو اس طرف توجہ دلائی چاہی تو آپ نے اپنے موقف کی صحت بتاتے ہوئے ناقدین پر بہت سخت الفاظ میں تبصرہ فرمایا جو مستقل ایک رسالہ کی شکل میں موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة للغزالی) امام غزالی نے علم الکلام کی خدمت کے ساتھ کبھی کہیں اس پر تنقید بھی کی ہے اور دین کو اس سے جو نقصانات پہنچے ہیں ان کا اعتراف بھی کیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر علم الکلام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فَادِلَةُ الْقُرْآنِ مِثْلُ الْغَدَاءِ وَيَنْفَعُ بِهَا كُلُّ إِنْسَانٍ وَ
أَدِلَةُ الْمُتَكَلِّمِينَ مِثْلُ الدَّوَاءِ وَيَنْفَعُ بِهِ أَحَادُ النَّاسِ

وَيَسْتَضَرِّبُ بِهِ الْكَثْرُونَ بَدْلَ آدِلَةِ الْقُرْآنِ كَأَمَاءِ الذِّخْرِ يَنْتَفِعُ
بِهِ الصَّبِيُّ وَالرَّضِيعُ وَالرَّجُلُ الْقَوِيُّ وَسَائِرُ الْأَدِلَّةِ
كَأَنَّ طَبْعَهُ الَّتِي يَنْتَفِعُ بِهَا الْأَقْوِيَاءُ مَرَّةً وَيَرْضَوْنَ
بِهَا أُخْرَى وَلَا يَنْتَفِعُ بِهَا الصَّبِيَّانُ أَصْلًا - (الجامع
العوام عن علم الكلام ص ۲)

”قرآنی دلائل غذا کی طرح ہیں جس سے ہر انسان فائدہ اٹھاتا ہے
اور متکلمین کے دلائل دوا کی طرح ہیں جس سے کوئی کوئی فائدہ اٹھاتا
ہے اور اکثر آدمیوں کو اس سے نقصان ہوتا ہے بلکہ قرآنی دلائل کی
مثال پانی کی سی ہے جس سے شیرخوار بچہ اور طاقتور آدمی کیساں فائدہ
اٹھاتے ہیں۔ باقی سارے دلائل (کلامیہ) کھانے کی اقسام و انواع کی
طرح ہیں کہ کبھی ان سے طاقتور آدمیوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور کبھی مزارع
بچوں کے لیے وہ مطلقاً کارآمد نہیں ہیں۔“
ایک اور مقام پر علم الکلام سے اسلام کو پہنچنے والے نقصانات کا ذکر اپنے
تجربات کی روشنی میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”وَالدَّلِيلُ عَلَى تَضَرُّرِ الْخَلْقِ بِهِ الْمَشَاهِدَةُ وَالْعِيَابُ
وَالْتَجَرِبَةُ وَمَا نَارَ مِنَ الشَّرْمِذُ نَبْعَ الْمُتَكَلِّمُونَ وَفَشَتْ
صِنَاعَةُ الْكَلَامِ مَعَ سَلَامَةِ الْعَصْرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ
مِثْلِ ذَلِكَ“

(الجامع العوام عن علم الكلام ص ۲۰)

”لوگوں کو علم کلام سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی دلیل خود مشاہدہ اور
تجربہ ہے۔ اہل تجربہ جانتے ہیں کہ جب سے متکلمین پیدا ہوئے اور علم
کلام کا پرچا ہوا غیسی مصیبت آئی اور غربانی پھیلی، صحابہ کا دور اس غربانی
سے محفوظ تھا۔“

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام غزالی نے اولاً ”علم الکلام کی خدمت کی اور اپنی تصانیف
میں جا بجا بہت سے کلامی مباحث کو جگہ دی، لیکن بعد میں جب اس کے نتائج

سے باخبر ہوئے تو امام احمد بن حنبلؒ کی طرح خود بھی اس کی سنت مذمت کرنے لگے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب کی یہ خدمت اس درجہ وحیثیت کی نہ تھی کہ ان کی سابقہ تصانیف میں جو کلامی مباحث آئے تھے ان سے رجوع کر لیتے۔ لہذا اگر اس کو خدمت نہ کہہ کر یہ کہا جائے کہ کٹی حد تک اس کی مضرت کے قائل و معترف ہو گئے تھے تو زیادہ صحیح ہو گا۔

حافظ ابن تیمیہؒ نے امام غزالی کی مختلف تصانیف میں جہاں جہاں ایسے کلامی مباحث پائے جو کتاب و سنت کی رُوح سے ہٹے ہوئے تھے، ان پر سخت تنقید فرمائی ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی الندوی بھی امام ابن تیمیہؒ کی گرفت کے متعلق یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ”اس میں بعض ایسے کلامی مباحث ہیں جو ابن تیمیہؒ کے نزدیک کتاب و سنت کی رُوح کے پورے طور پر مطابق نہیں ہیں اور ان کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔“ (تاریخ دعوت و عزیمت، مصلفہ ابوالحسن علی الندوی ج ۱ ص ۱۸۳ طبع لکھنؤ)

استاذ محمود مہدی استانبولی نے ایک مقام پر امام غزالی کی ان پانچ باتوں کا ذکر کیا ہے، جنہیں امام صاحب نے اہل سنت کے خلاف کام کیے ہیں، ان میں سے دو امور یہ ہیں:

”مذہب اشاعرہ کے جبر کثیر اور تکلیف اقوال سے آپ کا اعتناق“
 اور ”ایجاد کائنات کی حکمت سے آپ کا انکارِ سببیہ۔“ (ابن تیمیہ بطل الاصلاح الدینی لاسناذ محمود مہدی ص ۱۴۲)

امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے اپنے ایک شاگرد کو علم الکلام سے بچنے کے لیے اس طرح تاکید فرمائی تھی: ”کلام ایک بیکار فن ہے جس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں۔ پس تمہیں اہل کلام اور اہل جدال سے بچنا چاہئے اور سنت نبویؐ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہیے۔ تم سے پیشتر جو اہل علم تھے وہ بھی فن کلام کو ناپسند کرتے تھے۔ بلاشبہ سلامتی ان چیزوں کے ترک کر دینے میں ہے۔... پھر فرمایا: اگر تم بھی ایسے شخص کو دیکھو جو کلام سے دلچسپی رکھتا ہے تو اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔“ (تاریخ الذہبی و

امام حافظ ابن تیمیہؒ نے امام غزالی کے نہج علم الکلام پر ایک جگہ ضمناً لکھا ہے:

”اور ان لوگوں نے اپنی علم الکلام کی کتب میں نظر و دلیل اور علم کے مقدمات قائم کیے ہیں، بلاشبہ بصیرت کے لیے علم چاہئے اور علم واجب ہے۔ اور متکلمین نے جنس نظر، جنس دلیل جنس علم میں علم الکلام کی مدد سے حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔ پھر اگر تم دیکھو کہ دین میں کونسی چیز اصل اور دلیل ہے تو احداث اجسام پر احداث اعراض سے استدلال کرو جو شرع میں دلیل مبتدع ہے“

(معارج الوصول ص ۴ من مجموعہ رسائل لابن تیمیہ مطبوعہ الحانجی)

مقدمۃ المفسد ص ۲۲ طبع معارف مصر، اسی طرح ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک خط لکھ کر اہل کلام سے مناظرہ اور ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے کے سلسلہ میں سوال کیا تو اس کے جواب میں امام احمد بن حنبلؒ نے یہ خط الملاء کرایا: ”خدا تمہاری عاقبت سنوارے اہم نے جو کچھ سنا ہے اور جو کچھ پایا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اسلاف فین کلام کو ناپسند کرتے تھے اور اہل زلیغ و بدعت کے ساتھ نشست و برخاست کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ اصل بات جو ہمیں وہ تسلیم و رضا ہے، کتاب اللہ کے سامنے اس سے تجاوز بھی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اسلاف دین میں ہر نئی چیز کو اور بدعتوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو ناپسندیدہ سمجھتے تھے کہ دین کے نام سے جو کچھ وہ سمجھتے ہیں اس سے تاثر پیدا نہ ہو“ (تاریخ الذہبی و مقدمۃ المفسد ص ۲۲ طبع معارف مصر)

استاذ البوزہ مصری مرحوم نے امام احمد بن حنبلؒ کا علم الکلام کے متعلق یہی موقف اس طرح بیان کیا ہے:

”امام احمد لوگوں کو علم الکلام کی مونگانیوں سے باز رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ یہ وہ علم ہے جو مذہبی عقائد کو فلسفیانہ طور پر پرکھتا اور بحث کرتا ہے۔ لہذا آپ اہل کلام کی خدمت فرمایا کرتے تھے، اگرچہ کمی مسئلہ میں وہ برسرِ حق ہی کیوں نہ ہو نیز باری تعالیٰ کے بارے میں تدقیق اور نکتہ آفرینی سے بھی آپ منع کیا کرتے تھے۔ امام احمد کا یہ مسلک۔ علم کلام کے خلاف۔ اس امر پر مبنی تھا کہ یہ ایسا راستہ ہے جس پر سلف نے کبھی قدم فرمائی نہیں کی۔ اس راہ میں چلنے والا اگر ایک مرتبہ صحیح قدم اٹھاتا ہے تو بھی وہ بالآخر گمراہی کے راستہ پر جا پڑتا ہے“ (حیات احمد بن حنبل، مصلفہ استاذ البوزہ مصری، مترجم سید رئیس احمد جعفری، ص ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴

امام غزالی اور علوم عقلیہ (یعنی منطق و فلسفہ) :
 امام غزالی کو دینی علوم کے ساتھ علوم فلسفہ و منطق سے بھی کافی شغف رہا ہے
 چنانچہ آپ کی تصانیف میں جا بجا منطقی اور فلسفیانہ طرز کی بحثیں، منطقی استدلال
 اور فلاسفہ کے اقوال ملتے ہیں۔ بعض مقامات پر امام صاحب نے منطق کو
 میزان العلوم تک قرار دیا ہے، تفصیلاً یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ علوم عقلیہ
 پر انہیں کس قدر اعتبار و اعتماد تھا۔
 ذیل میں چند اکابرین کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں جن سے امام صاحب کا
 علوم عقلیہ کے ساتھ مدد درجہ اشتغال کا اظہار ہوتا ہے۔

ابوبکر رازی کا قول ہے :
 ” (ابو حامد) فلسفہ کے شگم میں داخل ہو گئے اور جب بھی اس سے نکلنے کا
 ارادہ کیا ان میں اس کی استطاعت نہ ہوئی۔“ (ابن تیمیہ لطل الاصلاح
 الدینی، لاسناذ محمود مہدی ص ۱۳۷)
 اور ذہبی کی روایت کے مطابق ان کے شاگرد قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا کہ :
 ” ہمارے شیخ ابو حامد فلاسفہ کو اپنے حلق کے نیچے اتارے ہوئے تھے،
 ان پر کلام کا ارادہ رکھتے تھے مگر استطاعت نہ ہوئی۔“ (سیرۃ الغزالی
 لعبد الکرم عثمان ص ۷۰)

امام ابن تیمیہ کا قول ہے :
 ” الْمُخْضَنُونَ عَلَى غَيْرِ أَهْلِهِ، وَهُوَ فَلَسَفٌ مَّحْضَنَةٌ قَوْلُ
 الْمُشْرِكِينَ الْعَرَبِ خَيْرٌ مِنْهُ! ... دَعِ قَوْلَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى!
 (الرسائل والمسائل لمام ابن تیمیہ ص ۸۱)

الوزیر مصری، استاذ کلیۃ الشریعۃ جامعۃ القاہرہ، امام غزالی کے متعلق لکھتے ہیں :
 ” اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (امام) غزالی کی ذات کو فلسفہ میں کس قدر
 محو تھا اور وہ اس سے فروغ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔“

۵۶ ملاحظہ ہو مقدمۃ المستغنی للغزالی ج ۱ ص ۱۰

کیونکہ انہوں نے معرفتِ حقیقت کے لیے اسے حاصل کیا تھا۔ پس ان کی نیت ایسے اسباب حاصل کرنے کی رہتی تھی جس میں فلسفہ کی کثرت ہو اور وہ اسی فلسفہ کی پروازِ تخیل میں (مگن) رہتے تھے۔ نتیجتاً علمِ شرع ایک فلسفی کی عقل سے ملتی ہوا اور انہوں نے شریعت کو فلسفہ بنا کر رکھ دیا یا (یہ کہا جائے کہ) فلسفہ نے شرع کا لبادہ اوڑھ لیا، قطع نظر اس کے کہ اس میں اس بات کی صلاحیت یا شعور تھا بھی یا نہیں!“

(ابن تیمیہ مصلفہ استاذ البوزہ مصری ص ۲۳۹)

(جواہر ہے)

جناب اسرار احمد مدظلہ

شعر و ادب

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دوق جنوں کی بات ذرا مان جائیے
اُمّی لقب ہیں باعثِ ترمیمِ کائنات
ہو نذر دلفریبی محبوبِ کبریا
جی چاہتا ہے آپؐ قدموں میں سو رہیں
جاتے ہیں آپؐ گھرے حرم میں بصد نیا
قدموں میں تیرے جان کا نذرانہ ہو قبول
خلقِ ”حسن خلق“ کا معیار دیکھ کر
جان نذر دلفریبی حبِ رسول ہو

اسرار ترک یچھے یہ لن ترانیاں
قائم نہیں ہیں آپؐ کے اوسان جائیے